رسائل و مسائل

رسوماتمیں غیر اسلامی امُور

میری اور میرے دوسرے ہم خیال احباب کی کوششوں سے ہماری برادری نے غیر شرعی اور غیر اسلامی رسم و رواج کو ترک کرنے فیصلہ کیا ہے لیکن خوشی اور غم کے وہ مظاہر جو شریعت کے خلاف نہیں ہیں ' مباح ہیں اور ہمارے کلچر کا حصہ ہیں ' ان کو باقی رکھنے کا ارادہ ہے ۔ ہماری برادری میں جب لڑکی کے والدین ' لڑکے کے والدین سے شادی کا وعدہ کر لیتے ہیں تو منگنی کی رسم ہوتی ہے ۔ اس میں جو رواج شریعت کے خلاف ہوں اس کی نشان دہی کر دیں تاکہ ہم برادری کے فیصلے کے مطابق ان کو چھوڑ دیں ۔ لڑکے والے مٹھائی لے کر لڑکی والوں کے گھر جاتے ہیں جو اپنی حیثیت کے مطابق خاطر مدارت کرتے ہیں اور مٹھائی میں اضافہ کر کے واپس کر دیتے ہیں ۔ یہ مٹھائی منگنی کی شہرت کے لیے عزیزوں میں تقسیم کی جاتی ہے ۔ لڑکا اور لڑکی پورے کنبہ اور بعض اوقات برادری کی موجودگی میں ایک صوفے پر بیٹھتے ہیں ۔ لڑکا لڑکی کو انگوٹھی پہناتا ہے ' اس کے بعد عام طور پر لڑکی اس لڑکے سے پردہ شروع کر دیتی ہے ۔ منگنی کی تقریب میں فریقین مالی طور پر زیر بار ہوتے ہیں ۔ اس نقصان کو پورا کرنے اور خوشی میں شریک ہونے کے لیے قریبی عزیز دونوں کو تحفے دیتے ہیں اور کچھ نقدی دیتے ہیں جس کو سلامی کہتے ہیں ۔

آپ نے اپنے خاندان میں شریعت قائم کرنے کا عہد کیا ہے یہ نہایت مبارک قدم ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی علمی اور عملی رہنمائی بھی فرمائے اور ایسی استقامت دے جو دوسروں کے لیے نمونہ بن جائے ۔ شادی بیاہ کی رسموں میں اسراف و تبذیر اور فخر و مباہات اور قرضوں کے بوجھ تلے دبا دینے والا معاملہ درست نہیں ہے ۔ منگنی کے موقعہ پر استطاعت کے مطابق لڑکے والے لڑکی والوں کے ہاں مٹھائی لے کر آئیں تو درست ہے ۔ مٹھائی تقسیم کرنا اور کھانا بطور مہمان کے کھانا صحیح ہے ۔ تحفوں کا تبادلہ بھی صحیح ہے ۔

لڑکے اور لڑکی کو شادی سے پہلے منگنی کے موقعہ پر ایک صوفہ پر بٹھانا صحیح نہیں ہے ۔ یہ خلاف شرع ہے ' اس لیے اس رسم کو چھوڑ دیا جائے ۔ ایسے موقعہ پر دولھا یا دلہن کو تحفہ دینا ' یا ہدیہ دینا صحیح ہے ' لیکن نیت یہ نہ ہو کہ اس کا بدلہ دیا جائے ۔ جس نے ہدیہ دیا ہے ' کل اگر اسے شادی کے موقعہ پر ہدیہ نہ دیا جائے اور حالات اجازت نہ دیتے ہوں کہ وہ بھی بدلے میں ہدیہ دے تو اس پر ناراضی نہ

ہو۔ ہدیوں کو کھلے عام دینے کی روایت کی بجائے انفرادی طور پر رازدارانہ طریقے سے شادی سے پہلے دے دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ تاہم کھلے طریقے پر دینے کی بھی ممانعت نہیں ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اخلاص ہو اور عوض کی طلب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ جیسے لوگوں کی مساعی کو قبول فرمائے اور اصلاح کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے اسے کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ (عبدالمالک)۔

ناروا پابندیاں اور طلاق

اچھے بھلے دین دار گھرانوں میں یہ مثالیں مل جاتی ہیں کہ شوہر بیوی کو پابند کر دیتا ہے کہ وہ اپنے والدین سے یا بھائیوں سے میل ملاپ نہ رکھے۔ بعض کسی ناخوش گوار واقعہ کی بنیاد پر حکم لگا دیتے ہیں کہ فلاں سے ملیں تو تین طلاق ---- ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

اسلام میں صلہ رحمی کی خصوصی تاکید کی گئی ہے، اور اسے قرب الٰہی اور تعلق باللہ کا وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔ ایک مومن اور مسلمان کے لیے جہاں یہ ضروری ہے کہ وہ نمازیں پڑھے، روزے رکھے، زکوٰۃ ادا کرے اور حج کے لیے جائے۔ وہاں اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ شفقت اور رحم کے ساتھ پیش آئے۔ "رحمٰن، رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے"۔ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ اسی لیے اللہ کو تمام مخلوق سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ احسان سے پیش آئے"۔ پھر عام مخلوق، عامتہ الناس، عامتہ المسلمین اس سے حسن سلوک کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کرو، آپ کہہ دیجیے جو بھی خرچ کریں، وہ والدین، قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں پر خرچ کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بے شمار ارشادات میں سے صرف دو ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

عائشہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہؐ نے، رحم عرش کو پکڑے اس کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے۔ کہتی ہے جس نے مجھ سے تعلق رکھا اللہ اسی سے تعلق رکھے گا اور جس نے مجھ سے قطع تعلق کیا اللہ اس سے قطع تعلق کرے گا۔ ایک دوسری روایت میں حضرت جبیر بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَایَدخل الجَنّةَ قَاطِع" قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہو گا۔

کسی مسلمان سے عموماً اور قرابت داروں سے خصوصاً کسی شرعی وجہ کے بغیر قطع تعلق ممنوع ہے، ناجائز ہے اور اسلام اس قسم کی قطع تعلقی کی شدید مذمت کرتا ہے۔ الا یہ کہ خود شریعت ہدایت کرے کہ فلاں طرح کے آدمی سے میل جول، اور ہمدردی اور تعلق نہ رکھو مثلاً کفار اور مشرکین اور فساق و فجار سے موالات، دلی دوستی جائز نہیں ہے اور ان سے تعلقات کے لیے شریعت نے حدود مقرر کر دی

ہیں۔ان حدود کے مطابق ان سے رابطہ رکھا جا سکتا ہے۔ان کو نظرانداز کر کے دوستی اور تعلقات قائم کرنا خلاف شرع ہے۔

خوش گوار گھریلو زندگی کے لیے ایک دوسرے کے جذبات کا لحاظ نہایت ضروری ہے۔جو شوہر بیوی کو اس کے رشتہ داروں سے ملنے سے منع کرے، وہ کس طرح یہ توقع کرتا ہے کہ بیوی اس سے خوش دلی سے حسن سلوک کرے۔روز مرہ گھریلو امور صرف ضابطہ کے امور تو نہیں، ان میں لطف و راحت تو دل کی کیفیت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔پھر جو افراد دین کے داعی ہوں، جن کے دین دار ہونے کی شہرت ہو، انھیں بدرجہ اولیٰ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ان کے غلط افعال سے دین کی غلط نمایندگی اور بدنامی ہوتی ہے۔طلاق جیسے اَبْغَض الحلال کو محض کسی سے ملنے یا نہ ملنے سے مشروط تو جہلا کو بھی نہ کرنا چاہیے کجا کہ پڑھے لکھے لوگ یہ کام کر کے اپنی اور اپنی رفیقہ حیات کی زندگی کو عذاب میں ڈالیں۔طلاق کے لیے جو طریق کار شریعت نے تجویز کیا ہے، اس میں ٹھنڈے دل سے بار بار سوچنے کا موقع فراہم ہوتا ہے، اسے زبان کی ایک حرکت سے ضائع کر دینا نہایت قابل مذمت ہے۔طلاق کو کھیل نہ بنانے اور اس کی سنگین نوعیت کے پیش نظر فقہا کا عمومی موقف یہی ہے کہ اس طرح کی شرط پوری ہونے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔اس سے بچنے کے لیے تدبیر ہو سکتی ہے جو کسی عالم دین سے معلوم کی جا سکتی ہے۔لیکن ایسے شخص کو اچھی طرح تنبیہہ کیا جانا ضروری ہے، خواہ اس کے بزرگوں کی طرف سے ہو، یا برادری یا معاشرہ کے کسی ادارے کی طرف سے۔ (ع-م)

خواتین سے ضروری رابطہ

ٹیلی فون گفتگو کے دوران اکثر مسلمان خواتین ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کا جواب دینے کی بجائے خاموشی اختیار کرتی ہیں۔کیا یہ درست ہے یا غلو کے زمرے میں آتا ہے۔اسی طرح ٹیلی فون پر ضروری پیغامات دینا ہوتے ہیں، جبکہ خواتین یہ کہہ کر فون بند کر دیتی ہیں کہ مرد گھر پر موجود نہیں۔اس مسئلے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

مردوں کے لیے عورتوں کو سلام کرنا اور عورتوں کا اس کا جواب دینا سنت سے ثابت ہے۔امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں ''باب تسلیم الرجال علی النساء'' کا مستقل عنوان قائم کر کے اس کے تحت دو روایتیں ذکر کی ہیں۔ایک حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ کی روایت کہ ہم جمعہ کے دن بہت خوش ہوتے تھے۔ابوحازم نے جو، ان سے روایت کرنے والے ہیں، پوچھا آپ کس وجہ سے خوش ہوتے تھے تو انھوں نے جواب دیا: اس لیے کہ ہماری ایک بڑھیا اسی روز چقندر کو جو کے آٹے کے ساتھ ملا کر ہمارے لیے ہنڈیا میں پکاتی تھی۔ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر اس کے پاس آتے اور اسے سلام کہتے، پھر وہ ہمیں چقندر کھانے کے لیے پیش کرتی تھی۔اسی وجہ سے ہم خوش ہوتے

تھے۔ ہم نماز جمعہ کے بعد کھانا کھاتے تھے اور اس کے بعد آرام کرتے تھے۔ دوسری روایت حضرت عائشہؓ کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: عائشہؓ! یہ جبرئیل تمھیں سلام کہہ رہے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے کہا "وعلیہ السلام"۔ اس لیے مردوں اور عورتوں کو آپس میں اور اگر فون پر کسی مرد نے سلام کہہ دیا ہے تو اس کا جواب دینا چاہیے۔ جب باقی گفتگو ضرورتاً کی جائے تو سلام بھی ضرورتاً کرنا چاہیے اور اس کا جواب بھی دینا چاہیے۔ بخاری کے محشی لکھتے ہیں: ابن بطال مہلّب سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ مردوں کا عورتوں کو سلام کہنا اور عورتوں کا مردوں کو سلام کہنا جائز ہے جبکہ فتنے کا خطرہ نہ ہو۔ کوفہ کے علما کہتے ہیں کہ عورتوں کو سلام کی ابتدا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ امام مالک کے نزدیک جائز ہے۔ اور دلیل سہل بن سعد کی مذکورہ روایت ہے۔ ہمارے نزدیک راجح جواز ہے۔ لیکن بطال نے جس طرح کہا ہے وہ بالکل درست ہے کہ کوئی بھی جائز کام اس وقت ناجائز ہو جاتا ہے جب کہ وہ ناجائز کام کا سبب بن جائے۔ اسی لیے اگر سلام، نامہ و پیام اور کلام کی کھلی اجازت دی جائے گی تو یہ برائی اور فتنے کا سبب بن جائے گا۔ اسی لیے اس میں مرد اور عورت کے حالات کو مدنظر رکھا جائے گا اور قیودات کے ساتھ محدود دائرے میں اس کی اجازت دی جائے گی، اور خطرہ ہو تو منع بھی کیا جائے گا۔ لیکن اتنا غلو بھی ٹھیک نہیں ہے کہ فون پر کسی طرف سے سلام ہو تو نیک نیتی کے ساتھ جواب بھی نہ دیا جائے۔ جو خاتون نیک نیتی کے ساتھ خاموشی اختیار کر سکتی ہے وہ نیک نیتی کے ساتھ جواب بھی دے سکتی ہے۔ اگر باقی بات اس نے کرنا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتی تو پھر صرف وعلیکم السلام کہنے میں کیوں تنگی محسوس کی جائے۔ جواب کی اجازت تو کوفہ کے علما نے بھی دی ہے اور حدیث عائشہؓ سے جواب دینا ثابت ہے۔ واللہ اعلم!

(ع-م)

قربانی کی کھالیں اور خدمتِ خلق

ہم نے ایک ویلفیئر سوسائٹی قائم کی ہے جس کے تحت ہم خدمت خلق کے مختلف کام کر رہے ہیں، مثلاً فری آئی کیمپ، جہاد کشمیر کے لیے پروگرام، معذور طالب علم کے لیے سائیکل کا انتظام، سیلاب کے موقع پر مدد، نادار افراد کا علاج معالجہ، اور فیس اور کتابوں کا انتظام، اسلامی کتابوں کی لائبریری وغیرہ۔ ہم اپنے ویلفیئر فنڈ کے لیے قربانی کی کھالیں بھی جمع کرتے ہیں لیکن بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ویلفیئر کے لیے قربانی کی کھالوں کی رقم جائز نہیں ہے۔

آپ کا ویلفیئر سوسائٹی قائم کرنا قابل قدر و تقلید ہے۔ اللہ کرے کہ آپ زیادہ سے زیادہ خدمت خلق کا کام کر سکیں۔ زکوٰۃ کی رقوم ایسے کاموں میں لگانی چاہییں جو قرآن پاک میں منصوص ہیں اور جس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ باقی کام نفلی صدقات اور عطیات سے چلائے جائیں۔

مسلمان فقرا اور مساکین زکوٰۃ کا مصرف ہیں۔ آئی کیمپ ہو یا کشمیری مجاہدین اور مہاجرین، سب میں فقر اور احتیاج کو ملحوظ رکھ کر انھیں زکوٰۃ دی جائے۔ کشمیری مجاہدین اور مہاجرین تو ظاہر ہے کہ فقیر اور محتاج بھی ہیں اور جہاد بھی کر رہے ہیں، لہٰذا ان پر خرچ کرنا دہرے اجر کا موجب ہو گا۔ اسی طرح غریب طلبہ کو کتابیں لے کر دینا، فیسوں کی ادائیگی میں تعاون کرنا، سائیکل لے کر دینا سب جائز ہے۔ نقد رقم بھی دی جا سکتی ہے۔ قربانی کی کھالیں اور ان کی رقوم بھی آپ زکوٰۃ کی مدات میں خرچ کر سکتے ہیں۔ زکوٰۃ کی رقوم کا آپ حساب کتاب الگ رکھیں اور باقی صدقات اور عطیات کا الگ۔ مذکورہ ضابطہ کے مطابق زکوٰۃ اور چرم ہائے قربانی کی رقوم خرچ کرنے پر علما کا اتفاق ہے۔ (ع - م)

لذت دعا، ایک نعمت

ایک بظاہر نہ ختم ہونے والی طویل بیماری میں مبتلا ہوں۔ دعائیں کرتے کرتے بھی تھک گئی ہوں۔ لگتا ہے، اللہ کو شفا دینا منظور نہیں ہے۔ سوچتی ہوں کہ یہ میرے کن گناہوں کی سزا ہے۔ پوری پوری رات کرب میں گزر جاتی ہے۔

آپ کا خط پڑھ کر دل دکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکل آسان کرے۔ چند باتیں ہمیشہ یاد رکھیں:

۱۔ صحت ہو یا بیماری، قدرت ہو یا معذوری، دولت ہو یا فقر، یہ سب فنا ہونے والی چیزیں ہیں۔ آخری سانس ان کی آخری حد ہے، اور آخری سانس کا اعتبار نہیں کہ کب آ جائے۔ جو بھی حالت ہو وہ امتحان اور تربیت کے لیے ہے، اور آپ اس سے صحیح فائدہ اٹھائیں تو ابدی نعمتوں میں تبدیل ہو جائے گی۔ یہ آپ کے لیے بلندی درجات اور ابدی نعمتوں کے حصول کا سامان ہے۔ اب یہ اللہ کی مشیت ہے --- جس کا راز انسانی عقل نہیں پا سکتی --- کہ وہ کسی کو دولت سے آزماتا ہے، کسی کو فقر و فاقہ سے، کسی کو صحت سے، کسی کو بیماری و معذوری سے۔

۲۔ ان میں سے کوئی چیز بھی اعمال کا بدلہ نہیں۔ نہ بیماری گناہوں کا، نہ صحت عمل صالح کا۔ شفا میں تعجیل اور جلدی، یا دیر اور تاخیر بھی اعمال کا نتیجہ نہیں۔ یہ بھی آپ کا امتحان ہے۔ اس لیے ایسا ہرگز نہ سوچیں کہ نہ معلوم میں کتنی گناہ گار ہوں کہ خدا مجھے شفا نہیں دے رہا ہے۔

۳۔ ہر دعا نہ فوراً قبول ہوتی ہے، نہ لازماً قبول ہوتی ہے، ان معنوں میں کہ دعا کا پھل دنیا میں مل جائے۔ سب کی دعائیں قبول ہو جائیں تو کارخانہ کائنات اور نظام امتحان درہم برہم ہو جائے۔ لیکن ہر دعا ان معنوں میں ضرور قبول ہوتی ہے --- یہ اللہ کا وعدہ ہے --- کہ وہ یہاں نہیں تو آخرت میں اپنا پھل دے گی۔

۴- دعا مانگنا ہی بندگی ہے' دعا عبادت کا مغز ہے- خدا سے نہ مانگیں گی' یا اس سے مانگ مانگ کر تھک جائیں گی' پھر کس کے در پر جائیں گی اور کون دے سکتا ہے؟ اپنے سے محبت کرنے والے رحیم و شفیق آقا سے مانگتی جایئے- دنیا میں دعا قبول نہ ہو' لذتِ دعا خود ایک بڑی نعمت ہے- اس میں انسان کیوں کمی کرے- (خرم مراد)

WELCOME TRADERS Leading Exporters of Pakistani Publications

بیرون ملک ترجمان القرآن حاصل کرنے کے لیے درج ذیل سے رابطہ کیجیے

		Tel:	Fax:
Dhahran	Al Adabia Publishers	8645121	8954869
Doha	Al Shahwani Library	437551	---
Kuwait	Al Majadi Book Shop	2463764	2440657
Muscat	Muttrah Book Shop	795030	---
Bradford	Book Centre	727864	728136
Copenhagen	Vimpex	31314381	---
New York	Asian Publications	429-5577	---

ویلکم ٹریڈرز

189-C, Block-2, P.E.C.H.S., Karachi-75400 Pakistan.
Tel: 435513 - 441035, Telex: 23944 WELCM PK, Fax: 435885

نیک خواہشات کے ساتھ

منجانب

TATA TEXTILE MILLS LTD.
ISLAND TEXTILE MILLS LTD
SALFI TEXTILE MILLS LTD
TATA ENERGY LTD
8,8TH FLOOR,TEXTILE PLAZA
M.A.JINNAH ROAD
KARACHI-74000
PAKISTAN.

PH:(H.O.):242-6761(3LINES)
(DIR)2426202 Fax:2417710
LANDHI :7738228, Fax 7738637
KOTRI :870932,870979,
870237 Fax 870260
MUZAFFAR GARH:32062 Fax: 32662
MOB:0342 335814
HOME: (KAR) 4542090/4547515